احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویۃ
کا
تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

تالیف : علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تقدیم : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ،
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، سکھر

نام کتاب ---------- البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

تصنیف ---------- علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تقدیم ---------- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ

صفحات ---------- 448

تعداد ---------- 1000

اشاعت اول ---------- شعبان المعظم 1415ھ/جنوری 1995ء

اشاعت دوم ---------- ربیع الاول 1427ھ/اپریل 2006ء

باہتمام ---------- حافظ نثار احمد قادری

ناشر ---------- مکتبہ قادریہ، جامعہ اسلامیہ ... لاہور

ہدیہ ---------- =/180 روپے

ملنے کا پتا

مکتبہ رضویہ، داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور Ph:042-7226193

کاروان اسلام پبلی کیشنز، ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی، ٹھوکر نیاز بیگ۔ لاہور

مکتبہ اہل سنت، جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۵

اِحسَان اِلٰہی ظَہِیر کِی کِتَاب "البَرِیلوِیۃ" کا تحقیقی و تنقیدی جَائِزہ

آز :
حَضرَت عَلَّامَہ وَ مَولَانا مُفتی
مُحمَّد عَبدُالحَکِیم شَرَف قادِرِی
صَاحَب قِبلَہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالیٰ عَلیہ

حدائقِ بخشش حِصّہ سُوم پر اعتراضات کے جوابات

حدائق بخشش حصہ سوم

امام احمد رضا بریلوی کا نعتیہ دیوان دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں مرتب اور شائع ہوا۔ ماہ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو آپ کا وصال ہوا۔ وصال کے دو سال بعد ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء میں مولانا محمد محبوب علی قادری لکھنوی نے آپ کا کلام متفرق مقامات سے حاصل کر کے حدائق بخشش حصہ سوم کے نام سے شائع کر دیا۔ انہوں نے مسودہ نابھہ شیم پریس، نابھہ کے سپرد کر دیا، پریس والوں نے کتابت کروائی اور کتاب چھاپ دی۔

احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویۃ
کا
تحقیقی اور
تنقیدی جائزہ
تصنیف
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
مکتبہ قادریہ ○ لاہور

احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویۃ

کا

تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

تالیف : علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تقدیم : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، سکھر

نام کتاب ---------- البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

تصنیف ---------- علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تقدیم ---------- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ

صفحات ---------- 448

تعداد ---------- 1000

اشاعت اول ---------- شعبان المعظم 1415ھ / جنوری 1995ء

اشاعت دوم ---------- ربیع الاول 1427ھ / اپریل 2006ء

باہتمام ---------- حافظ نثار احمد قادری

ناشر ---------- مکتبہ قادریہ، جامعہ اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

ہدیہ ---------- 180/= روپے

ملنے کا پتا

مکتبہ رضویہ، داتا دربار مارکیٹ۔ لاہور Ph:042-7226193

کاروان اسلام پبلی کیشنز، ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی، ٹھوکر نیاز بیگ۔ لاہور

مکتبہ اہل سنت، جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

اِحسَان اِلٰہی ظَہِیر کِی کِتَاب "البَریلویۃ" کا تحقیقی و تنقیدی جَائِزہ

اَز :
حَضرَت عَلَّامَہ وَ مَولانا مُفتی
مُحمَّد عَبدُالحَکِیم شَرَفؔ قادِرِی
صَاحَب قِبلَہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلیہ

حدائقِ بخشش حِصَّہ سُوم پر اعتراضات کے جوابات

حدائق بخشش حصّہ سوم

امام احمد رضا بریلوی کا نعتیہ دیوان دو حصّے پر مشتمل ہے۔ یہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں مرتب اور شائع ہوا۔ ماہِ صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو آپ کا وصال ہوا۔ وصال کے دو سال بعد ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں مولانا محمد محبوب علی قادری لکھنوی نے آپ کا کلام متفرق مقامات سے حاصل کر کے حدائق بخشش حصہ سوم کے نام سے شائع کر دیا۔ انہوں نے مسودہ نابھہ سٹیم پریس، نابھہ کے سپرد کر دیا، پریس والوں نے کتابت کروائی اور کتاب چھاپ دی۔

کاتب بدمذہب تھا، اُس نے دانستہ یا نادانستہ چند ایسے اشعار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح کے قصیدے میں شامل کر دیئے جو ام زرع وغیرہ منکر عورتوں کے بارے میں تھے، ان عورتوں کا ذکر حدیث کی کتابوں مسلم شریف، ترمذی شریف اور نسائی شریف وغیرہ میں موجود ہے۔

مولانا محمد محبوب علی خاں سے چند ایک تسامح ہوئے۔

(۱) چھپائی سے پہلے انہوں نے اپنی مصروفیات اور پریس والوں پر اعتماد کر کے چھپنے سے پہلے کتابت کو چیک نہ کیا۔

(۲) کتاب کا نام "حدائقِ بخشش" حصہ سوم رکھ دیا، حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ "باقیاتِ رضا" یا اسی قسم کا کوئی دوسرا نام رکھتے۔

(۳) ٹائیٹل پیج پر کتاب کے نام کے ساتھ ۱۳۲۵ھ بھی لکھ دیا، حالانکہ یہ سن پہلے دو حصوں کی ترتیب کا تھا جو مصنف کے سامنے ہی چھپ چکے تھے۔ تیسرا حصہ تو ۱۳۴۲ھ میں مرتب ہو کر شائع ہوا[1] اسی لئے ٹائیٹل پیج پر امام احمد رضا بریلوی کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہوا ہے۔ اگر ان کی زندگی اور ۱۳۲۵ھ میں یہ کتاب چھپتی، تو ایسے دعائیہ کلمات ہرگز نہ درج ہوتے۔

(۴) یہ مجموعہ مرتب کر کے امام احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے مولانا مصطفےٰ رضا خاں یا بھتیجے مولانا حسنین رضا خاں کو دکھائے اور منظوری حاصل کیے بغیر چھاپ دیا۔

(۵) کتاب چھپنے کے بعد جیسے ہی صورتِ حال سامنے آئی تھی، اس غلطی کی تصحیح کا اعلان کر دیتے، تو صورتِ حال اتنی سنگین نہ ہوتی، لیکن یہ سوچ کر خاموش رہے کہ اہلِ علم خود ہی سمجھ جائیں گے کہ یہ اشعار غلط جگہ چھپ گئے ہیں اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جاتے گی۔

محدثِ اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی کے صاحبزادے حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں فرماتے ہیں:

---

[1] محمد محبوب علی خاں، مولانا: حدائقِ بخشش (نابھہ سٹیم پریس، نابھہ) ص ۱۰

"مجھے محبوب الملت (مولانا محمد محبوب علی خاں) کے خلوص سے انکار نہیں اور نہ ہی میں یہ ماننے کے لیے تیار ہوں کہ انہوں نے امام احمد رضا کی کسی قدیم رنجش کی بنا پر ایسا کیا۔ لیکن میں اس حقیقت کے اظہار سے بھی اپنے کو روک نہیں پا رہا ہوں کہ محبوب الملت نے کسی سے مشورہ کیے بغیر "حدائق بخشش" میں تیسری جلد کا اضافہ کرکے اپنی زندگی کا سب سے بڑا تسامح کیا ہے۔ ایک ایسا تسامح جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک ایسی فاش غلطی جس کی تنہا ذمہ داری محبوب الملت پر عائد ہوتے ہوئے بھی، امام احمد رضا کو مخالفین کے اتہام کی زد سے بچا نہ سکی۔ سوچ کر بتایئے کہ اس میں امام احمد رضا کی کیا غلطی؟ غیر شعوری ہی کیوں نہ ہو۔ آنے والا مؤرخ اس طرح کی شورش عسبدگی کو ظلم ہی سے معنون کرے گا۔" [1]

ایک عرصہ بعد دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے پورے شد و مد سے یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ مولانا محمد محبوب علی خاں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں گستاخی کی ہے لہٰذا انہیں بمبئی کی سنی جامع مسجد سے نکال دیا جائے۔

مولانا محمد محبوب علی خاں نے اسے اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا اور وہ کچھ کیا جو ایک سچے مسلمان کا کام ہے۔ انہوں نے مختلف جرائد اور اخبارات میں اپنا توبہ نامہ شائع کرایا۔ علامہ مشتاق احمد نظامی (مصنف خون کے آنسو) نے ایک ہفت روزہ کے ذریعے انہیں غلطی کی طرف متوجہ کیا تھا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آج ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ کو بمبئی کے ہفتہ وار اخبار میں آپ کی تحریر "حدائق بخشش" حصہ سوم کے متعلق دیکھی، جواباً پہلے فقیر حقیر اپنی غلطی اور تساہل کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اس خطا اور غلطی کی معافی چاہتا ہے اور استغفار کرتا ہے، خدا تعالیٰ معافی بخشے! آمین! (ماہنامہ سنی دنیا شمارہ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ ص ۱۸) [2]

---

[1] شرکت حنفیہ، لاہور، انوار رضا ص ۲۱

[2] محمد مظہر اللہ دہلوی، مفتی، فتاویٰ مظہریہ (مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی) ج ۲، ص ۳۹۳

اس کے باوجود مخالفین نے اطمینان کا سانس نہ لیا۔ بلکہ پروپیگنڈا کیا کہ یہ توبہ قابل قبول نہیں ہے۔ اس پر علمائے اہل سنت سے فتوے حاصل کیے گئے کہ ان کی توبہ یقیناً مقبول ہے، کیونکہ انہوں نے یہ اشعار نہ تو امّ المومنین کے بارے میں کہے اور نہ لکھے ہیں، ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ کتابت کی دیکھ بھال نہ کر سکے۔ اس کی انہوں نے علی الاعلان اور بار بار توبہ کی ہے اور در توبہ کھلا ہوا ہے۔ پھر کسی کے یہ کہنے کا کیا جواز ہے کہ توبہ قبول نہیں۔ یہ فتاویٰ فیصلہ مقدسہ کے نام سے ۱۳۷۵ھ میں چھپ گئے اور تمام شور اور شر ختم ہو گیا، اس میں ایک سو انیس علماء کے فتوے اور تصدیقی دستخط ہیں۔ الحمد للہ! کہ فیصلہ مقدسہ، مرکزی مجلس رضا لاہور نے دوبارہ چھاپ دیا ہے۔ تفصیلات اس میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

مقامِ غور ہے کہ جو کتاب امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے بعد مرتب ہو کر چھپی ہو، اس میں پائی جانے والی غلطی کی ذمہ داری ان پر کیسے ڈالی جا سکتی ہے؟ ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء میں بھی جب یہ ہنگامہ کھڑا کیا گیا تو تمام تر ذمہ داری مولانا محمد محبوب علی خاں مرتب کتاب پر ڈال دی گئی تھی۔ کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ امام احمد رضا بریلوی نے حضرت امّ المومنین کی شان میں گستاخی کی ہے، لیکن آج حقائق سے منہ موڑ کر گستاخی کا الزام انہیں دیا جا رہا ہے۔

آج تک امام احمد رضا بریلوی اور ان کے ہم مسلک علماء پر یہی الزام عائد کیا جاتا تھا کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کی محبت و تعظیم میں غلو سے کام لیتے ہیں۔ پھر یکایک یہ کایا پلٹ کیسے ہو گئی کہ انہیں گستاخی کا مرتکب قرار دیا جا رہا ہے؟ دراصل امام احمد رضا بریلوی نے بارگاہ خداوندی اور حضرات انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا سخت علمی و قلمی محاسبہ کیا تھا، جس کا نہ تو جواب دیا جا سکا اور نہ ہی توبہ کی توفیق ہوئی، الٹا انہیں بے بنیاد الزام دیا جانے لگا کہ یہ گستاخی کے مرتکب ہیں۔

مولوی محمد اسماعیل دہلوی اپنے پیرومرشد سید احمد (رائے بریلی) کے بارے میں کہتے ہیں کہ کمالاتِ طریقِ نبوت اجمالاً تو ان کی فطرت میں موجود تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ یہ کمالات

راہِ نبوت تفصیلاً کمال کو پہنچ گئے اور کمالات طریق ولایت بطریقِ احسن جلوہ گر ہو گئے۔ ان کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"جناب علی مرتضیٰ نے حضرت کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور اُن کے بدن کو خوب دھویا، جیسے باپ اپنے بچوں کو مل مل کر غسل دیتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا نے بیش قیمت لباس اپنے ہاتھ سے انہیں پہنایا۔ پھر اسی واقعہ کے سبب کمالاتِ طریقِ نبوت انتہائی جلوہ گر ہو گئے۔"[۱]

یہ اگرچہ خواب کا واقعہ بتایا جارہا ہے، لیکن ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ ایسے واقعات کا کتابوں میں درج کرنا اور پھر فی اور اُردو میں انہیں باربار شائع کرنا حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں سُو ادب نہیں ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ علمائے اہل سنت کے توجہ دلانے کے باوجود علماء اہل حدیث نے اس کا تدارک نہ کیا اور نہ ہی توبہ کی۔ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مشکلے دارم ز دانش مند مجلس باز پُرس !!
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

الزام ۳: انہوں نے ایسے عقائد و افکار کو رواج دیا جو ان سے پہلے پاک و ہند کے اہل سنت میں رائج نہیں تھے اور وہ تمام شیعہ سے ماخوذ ہیں جیسے انبیاء و اولیاء کے لیے علم غیب، مسئلہ علم ماکان و مایکون اور اختیار و قدرت وغیرہ۔[۲]

یہ تو آپ آئندہ ابواب میں دیکھیں گے کہ یہ عقائد قرآن و حدیث اور علماء اسلام کے اقوال سے ثابت ہیں اور وہ عقائد ہیں جو ابتداء اسلام ہی سے چلے آتے ہیں۔ اس وقت صرف چند حوالے درج کیے جاتے ہیں، جن سے معلوم ہو گا کہ امام احمد رضا بریلوی نے قدیم سُنّی حنفی

---

[۱] ظہیر، البریلویۃ ص ۲۱

طریقے کی حمایت وحفاظت کی ہے اور دوسرے فرقوں نے سلف صالحین کے راستے سے انحراف کیا ہے۔

سید سلیمان ندوی جن کا میلانِ طبع اہل حدیث کی طرف تھا، بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد دو گروہ نمایاں ہوتے :

(۱) علماء دیوبند اور مولانا سخاوت علی جونپوری وغیرہ اس سلسلے میں توحید خالص کے جذبہ کے ساتھ حنفیت کی تقلید کا رنگ نمایاں رہا۔ (۲) میاں نذیر حسین دہلوی اس سلسلے میں توحید خالص اور ردِ بدعت کے ساتھ فقہ حنفی کی تقلید کی بجائے براہِ راست کتب حدیث سے بقدرِ فہم استفادہ اور اس کے مطابق عمل کا جذبہ نمایاں ہوا اور اسی سلسلے کا نام اہل حدیث مشہور ہوا ۔ ان دو کے علاوہ ایک تیسرا سلسلہ بھی تھا، جس کا ذکر وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں :

"تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے کو اہل السنۃ کہتا رہا۔ اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔ [۱]

اس اقتباس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ بریلی اور بدایوں کے علماء کسی نئے فرقے کے بانی نہ تھے، بلکہ اصلی سلفی حنفی تھے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری مدیر اہل حدیث نے ۱۹۳۷ء میں لکھا تھا :

"امرتسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے، اسی سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے، جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔ [۲]

چونکہ امام احمد رضا بریلوی نے مسلکِ اہل سنت اور مذہب حنفی کی زبردست حمایت وحفاظت کی تھی، اس لیے ان کی نسبت، اہل سنت کے لیے نشانِ امتیاز بن گئی ہے ورنہ بریلوی کوئی نیا فرقہ نہیں ہے۔

---

[۱] سید سلیمان ندوی : حیاتِ شبلی ص ۴۶ تا ۴۷ (بحوالہ تقریب تذکرہ اکابر اہل سنت)

[۲] ثناء اللہ امرتسری : شمع توحید (مطبوعہ سرگودھا)، ص ۴۰

شیخ محمد اکرام جو سر سید کے مکتبِ فکر سے [1] ... اور اہل سنت و جماعت سے کھلم کھلا عناد رکھتے تھے، وہ بھی بریلوی پارٹی کے عنوان کے تحت امام احمد رضا بریلوی کے متعلق لکھ گئے:

"انہوں نے ...... نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔"[1]

ہندوستان کے معروف محقق اور ادیب مالک رام جو قادیانیت اور ندویت دونوں سے متاثر ہیں، امام احمد رضا بریلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جیسا کہ سب کو معلوم ہے بریلی، مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے، وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔"[2]

اس کے باوجود کوئی شخص حقائق کا منہ چڑانے کی کوشش کرے، تو اسے کیا کہا جائے؟

اِحسان اِلٰہی ظہیر کی کتاب "البریلویۃ" کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

حدائقِ بخشش حصہ سوم پر اعتراضات کے جوابات

از:

حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] شیخ محمد اکرام: موجِ کوثر (طبع ہفتم ۱۹۶۶ء) ص ۷۰ (بحوالہ تقریب مذکور)

[2] مالک رام: تذکرہ (مطبوعہ دہلی) ص ۱۳ (ایضاً)